ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 02. April-June 2026.Page# 299-309
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Diplomatic Correspondence of Prophet Muhammad (PBUH) with the Negus: Analytical Review of its Consequences and Implications

شاہِ حبشہ کے نام مکاتیبِ نبوی ﷺ: سفارتی تجزیہ اور دورِ حاضر پر اس کے اثرات

Sayed Noor Ullah Shah
Ph.D. Scholar, Visiting Lecturer
Islamic Learning, University of Karachi
Email: noorullahsherazi34@gmail.com
Dr. Sumaira Ashraf
Lecturer Islamic Studies
Department of Social Sciences, SZABIST University, Karachi Campus
Email: sumaira.ashraf@szabist.edu.pk
Sayed Hasnain Shah
Ph.D. Research Scholar
Islamic Learning, University of Karachi
Email: razahassnain243@gmail.com

Abstract
This research paper explores the strategic and diplomatic significance of the letters dispatched by Prophet Muhammad (PBUH) to the Negus (Ashama ibn Abjar) of the Kingdom of Aksum. Beyond their primary theological objective, these missives established a foundational framework for international relations and diplomatic immunity in early Islamic history. By employing an analytical and descriptive methodology, this study examines the immediate outcomes of this correspondence, such as the provision of political asylum to the early Muslim migrants and the subsequent recognition of Islam in the African continent. Furthermore, the paper provides a contemporary reassessment of this diplomatic encounter, presenting it as a normative model (Uswah) for modern-day Muslim minorities living in non-Muslim states. It argues that the Prophetic approach emphasizes mutual respect, interfaith dialogue, and legal integration while maintaining religious identity, offering vital insights for navigating the socio-political challenges of the 21st century.

Keywords: *Prophetic Diplomacy, Abyssinia, Tolerance, Kingdom of Aksum, The Negus, Muslim Minorities, International Relations, Political Asylum, Ethiopia, Correspondence, Interfaith Dialogue.*

تمہید

اس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی اہل حبشہ کے ساتھ سفارتکاری اور مراسلاتی حکمت عملی کا تجزیہ بیان کیا گیا ہے، یہ تحقیق نبوی نقطۂ نظر سے بین الاقوامی ہم آہنگی اور سفارتکاری کے پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے جو کہ آپ ﷺ کے نجاشی کے ساتھ خطوط میں تعاملات کو ظاہر کرتا ہے۔اس آرٹیکل میں رسول اللہ ﷺ کے خطے میں امن اور اصلاح کو برقرار رکھنے کے لیے کیے جانے والے اقدامت اور بین الاقوامی تعلقات استوار کرنے کی حکمت عملی کو اجاگر کیا گیا ہے۔

تحقیق کی شروعات اس آیت کریمہ سے کرنا بہت ہی مناسب ہے، جس میں اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: سمحوَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ

إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَسجى [1]

ترجمہ: "(اے میرے حبیب) اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے پوری طرح خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے پر اکثر انسان اس بات سے بے خبر ہیں۔"

اللہ پاک نے اپنی تمام تر مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ رسول کریم ﷺ نے اللہ کے پیغام کو اشرف المخلوقات میں احسن انداز سے پہنچایا جس کے نتیجہ میں آپ ﷺ کو دوران تبلیغ مشرکین و کفار سے بہت تکالیف اٹھانی پڑیں۔ اپنے سگے چچاؤں نے دشمنی کی، مکہ کے لوگوں نے طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کر دیا آخر کار ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اللہ کے پیغام کو پھیلاتے ہوئے آپ طائف کی طرف روانہ ہوئے وہاں پر بھی سخت تکالیف پہنچائی گئی مگر آپ ﷺ نے اللہ کے پیغام کو جاری رکھا۔

وہاں سے پھر مکہ تشریف لائے اور قریش کے مظالم بڑھتے گئے پھر آپ ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ساتھ میں آپ ﷺ نے ان کو ایک خط مبارک بنام نجاشی دیا جس میں دعوت دین بھی تھی اور ان ساتھیوں کے رہنے کے لیے انتظام کا بھی حکم تھا، آپ ﷺ نے صرف زبانی دعوت کا اہتمام نہ فرمایا بلکہ خط و کتابت سے بھی اللہ کے پیغام کو پھیلایا۔

حبشہ کی طرف جتنی خط و کتابت کی ہے، اس کے بارے میں تاریخ نے بہت کچھ لکھا ہے یہاں پر تاریخ کی مشہور کتب سے ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ سب سے پہلے ان خطوط کو یہاں پر تصاویر اور متن کی عبارات کو سامنے رکھا جائے گا تاکہ ان کی اصل تصویر آپ کے سامنے ہو۔

مراسلت

مُراسلت ایک اہم اصطلاح ہے جو عربی زبان کے مادہ ر-س-ل سے ماخوذ ہے۔ ابن منظور افریقی "لسان العرب" میں لفظ مراسلت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الرِّسَالَةُ والمُرَاسَلَةُ: الكِتابُ يُكْتَبُ ويُبْعَثُ" [2]

یعنی: رسالہ اور مراسلت اس تحریر یا خط کو کہتے ہیں جو لکھا جائے اور بھیجا جائے۔ مراسلہ رسالہ سے مشتق ہے اس کا اصل مادہ رسل ہے جس کی معنی پیغام بھیجنے کے ہیں۔ پیغام کو مکتوب بھی کہا جاتا ہے۔

اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ مراسلت دراصل دو یا دو سے زائد افراد یا اداروں کے درمیان تحریری پیغامات یا خطوط کے تبادلے کو کہا جاتا ہے۔ یہ تبادلہ کسی رسمی یا غیر رسمی مقصد کے لیے ہو سکتا ہے، لیکن اس کا بنیادی مقصد ابلاغ اور پیغام رسانی ہے۔

علم البلاغہ، علم الادب، اور سفارت کاری جیسے میدانوں میں "مراسلت" کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس کے ذریعے خیالات، احکامات، اور جذبات کو مؤثر انداز میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین، صحابۂ کرام، اور بعد کے حکمرانوں کی جانب سے بھی مملکتوں اور افراد کے درمیان مراسلت کا طریقہ اختیار کیا گیا تاکہ ابلاغ کو منظم اور مربوط بنایا جا سکے۔ لہٰذا، "مراسلت" نہ صرف لغوی بلکہ عملی طور پر بھی ایک وسیع مفہوم کی حامل اصطلاح ہے جس کا استعمال مختلف علمی، سماجی، اور سیاسی سیاق و سباق میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام کا پیغام تمام عالم کی طرف پھیلایا تو تمام ممالک کو خطوط بھیجے جس کی وجہ سے اسلام کئی ممالک جیسے افریقہ، چین، فارس، عمان اور روم وغیرہ میں پھیلنے لگا۔

مکتوبات نبوی

رسول کریم ﷺ کے مکتوبات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مختلف ممالک میں غیر انسانی قائم شدہ شاہی نظام کو للکار کر اللہ کی توحید کا پیغام پہنچایا ہے۔ آپ کا انداز ہر مکتوب میں یہ ہی رہا کہ خط کے شروع میں بسم اللہ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خالق مطلق صرف اللہ کی ذات ہے جس کے نام سے شروع کرتے ہیں، جس کے نظام کے تحت سارے اکٹھے ہو جائیں، آپ ﷺ کے مکتوبات میں نہ صرف بادشاہوں اور سرداروں کو مخاطب کیا بلکہ عوام الناس کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ مکتوبات امراء، سرداران، اور بادشاہوں کو ہی لکھنے میں یہ حکمت عملی تھی کہ بین الاقوامی قوانین کو دیکھا جائے تو خطوط ہمیشہ ریاست کے سربراہان کو بھیجے جاتے ہیں اور عوام الناس کو اسی کے اندر سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے جن ممالک اور ان کے سربراہان کو مکتوب ارسال فرمائے ان کے اسلوب میں جو آپ ﷺ نے بین الاقوامی آداب کا لحاظ رکھا ہے ان کو جدید

---

[1] القرآن الکریم، سورۃ السبأ، مکیۃ، آیۃ:28

[2] ابوالفضل، محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، ط الثالث، ج6، ص278۔

سفارتی آداب میں شامل کیا گیا ہے۔ جب مکتوبات گرامی کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات کے تعداد کی بات کی جائے تو آپ کے مکتوبات کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق ان کی تعداد ڈھائی سے تین سو کی ہے[3]۔ اپنی دوسری تصنیف میں اس بارے میں کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے خطوط کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حکومت دس لاکھ سے زائد مربع میل کے علاقے پر چلتی تھی، اور اس دس سال حکمرانی کے آپ کو انجام دینے پڑے تھے۔[4]

کسی دور کی تاریخ کو سمجھنے کے لیے مؤرخین کے بیانات سے زیادہ اس دور کی دستاویزیں قابل اعتماد سمجھی جاتی ہیں۔ مکتوبات نبوی ﷺ کے بیان میں نہ آپ کو طوالت نظر آئے گی نہ زیادہ تصنع و تکلف ذہنی لذت کے بجاء سادگی نظر آئے گی۔ جہاں آپ ﷺ نے بے تکلفی اور اختصار سے جامع کلام فرمایا ہے اور انتہائی عزم و یقین کے ساتھ اسلام کی دعوت دی ہے، ان مکتوبات میں دین کی تبلیغ، معاہدات، قبضہ کیے ہوئے ملکیتوں کی بحالی کا وعدہ ہے اور اسلام کے احکام اور تشریعی مسائل وغیرہ امور کا ذکر ہے۔

خاتم خطوط

عرب میں خطوط پر مہر رائج نہیں تھی وہ اپنے خطوط بغیر مہر ثبت کیے ہوئے آپس میں ارسال کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے عرب سے باہر بادشاہان و سلاطین کو خطوط ارسال فرمائے تو معلوم ہوا کہ فارس و روم کے سلاطین مہر کے بغیر خطوط کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے مہر بنوانے کا حکم دیا۔ یہ مہر حضرت عثمان نے بنوائی تھی، بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ مہر مدینہ شریف کے کسی سنار سے بنوائی گئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق یہ حضرت زبیر بن عوام کے ذریعے بنوائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ۔ مگر اس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ سب سے اوپر اسم اللہ درمیان میں رسول نیچے محمد لکھا ہوا تھا۔ جس سے آپ ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کا عرب کے سب سے پہلے حکمرانوں میں شمار ہوا جنہوں نے خطوط پر مہر لگوانے کا حکم دیا:

"عن انس بن مالك قال لما أراد نبي الله أن يكتب إلي العجم قيل له أن العجم لايقبلون إلا كتابا عليه خاتم فاصطنع خاتما من فضة قال كاني أنظر إلي بياضه في كفه۔"[5]

ترجمہ: "حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی عجم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو کہا گیا کہ عجمی لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے مگر ایسا خط جس پر مہر ثبت ہو تو اس کو قبول کر لیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے چاندی سے ایک مہر بنوانے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی مبارک ہتھیلی میں اب تک اس کی سفیدی دیکھتا ہوں"۔ طبقات الکبری میں علامہ ابن سعد اس مہر کی بناوٹ کے بارے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كان خاتم النبيﷺ نقشه ثلاثة اسطر، محمد رسول الله، محمد في سطر،

ورسول في سطر، والله في سطر۔"[6]

ترجمہ: "آپ ﷺ کی مہر مبارک کا نقش کچھ یوں تھا جس میں تین سطور تھی، محمد رسول اللہ، ایک سطر میں محمد، ایک سطر میں رسول، ایک سطر میں اللہ۔"

عہد رسالت میں کاتبین خطوط

عہد نبوی ﷺ میں پڑھنے لکھنے کا رجحان زیادہ تر نہیں تھا، جب آپ ﷺ نے کتابت سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمایا تو آپ کے جانثار صحابہ نے اس حکم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے جوہر دکھائے جن میں سر فہرست حضرت زید بن ثابت کا نام آتا ہے جنہوں نے اس فن میں حیرت انگیز کارنامے دکھائے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب دیگر ریاستوں کو دعوت دین دینے کی باری آئی تو آپ ﷺ نے انہیں خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا ان خطوط کے لکھنے کی ذمہ داری آپ ﷺ نے چند معتبر صحابہ کرام کے حوالے کی ہوئی تھی جن میں سر فہرست تین نام آتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن ارقم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم تھے۔ جب آپ ﷺ کسی امیر، سربراہ مملکت، قبیلے کے سردار، یا کسی ریاست کو خط لکھنے کا ارادہ فرماتے تو ان صحابہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتے خط کو رسمی شکل دینے کے لیے پھر اپنی مہر مبارک نسب فرما کر خط کو روانہ کرتے تھے۔

حضرت زید بن ثابت

حضرت زید بن ثابت بن الضحاک انصاری خزرجی مدینہ منورہ کے معزز خاندان بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے اور کنیت ابو سعید منقول ہے۔ ابتدائی عمر ہی میں والد

---

[3] حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، ص:104

[4] حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص:202۔

[5] مسلم، الجامع الصحیح، کتاب اللباس والزینۃ، باب: في اتخاذ النبي ﷺ خاتما لما أراد أن یکتب إلی العجم: 2092۔

[6] ابن سعد، الطبقات الکبیر، مکتبۃ الخانجي، قاھرۃ مصر، ط الاولي، 2001ء، ج 1، ص: 408۔

کے انتقال کے سبب یتیمی کا مرحلہ آیا۔ ہجرت نبوی ﷺ کے ایام میں آپ مدینہ میں تھے، کم عمری ہی میں اسلام قبول کیا اور مضبوط حافظہ و تیز فہم کے باعث قرآن مجید کے متعدد حصے یاد کر لیے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہونے کا قصد کیا مگر کم سنی کے باعث اجازت نہ ملی۔ بعد کے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے اور انصار کے قابل و معتمد نوجوانوں میں شمار ہوئے۔

ابن سعد نے آپ کی علمی خدمات خصوصاً کتابتِ وحی اور لسانی مہارت کا تفصیلی ذکر کیا ہے: آپ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین میں شامل تھے جب وحی نازل ہوتی تو آپ کو بلا کر آیات قرآنی لکھوائی جاتیں۔ مزید یہ کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر یہود کی زبان (عبرانی) سیکھی تا کہ اُن کے خطوط اور مراسلات کا مفہوم رسول اللہ ﷺ تک واضح ہو سکے اور عملی طور پر آپ ان تحریروں کی قراءت و ترجمانی کرتے تھے۔ اس بنا پر آپ کو ترجمان اور کاتب ہونے کا شرف یکجا حاصل تھا۔ فقہ و قضاء میں بھی آپ ممتاز تھے۔ صحابہ کے حلقوں میں آپ کا شمار قراء و اہل علم میں ہوتا تھا اور مسائل فرائض (علم میراث) میں آپ کی رائے مرجع سمجھی جاتی تھی۔ مدینہ میں قضاء و افتاء کے کام آپ کے ذمے رہے اور بہت سے تلامذہ و تابعین نے آپ سے قرآن، فقہ اور سنت کے ابواب میں استفادہ کیا۔

خلافت صدیق اکبر کے دور میں، جب شہداء کے سبب قرآنی مواد مختلف صحیفوں اور سینوں میں منتشر تھا، ابن سعد کے بیان کے مطابق قرآن مجید کی جمع و ترتیب کی خدمت حضرت زید بن ثابت کے سپرد کی گئی۔ آپ نے انتہائی احتیاط و تحقیق کے ساتھ یہ ذمہ داری نبھائی اور مصحف کی تدوین کی سعی کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ پھر خلافت عثمان میں قریش اور انصار کے چند معتمد قراء کے ساتھ مل کر مصاحف کی نقلیں تیار کی گئیں تا کہ قراءات و لہجات کے اختلاف سے امت میں افتراق نہ پیدا ہو اس کمیٹی میں آپ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

حضرت زید کا اخلاق و تواضع بھی قابل ذکر تھا بزرگوں کی تعظیم، اہل علم کی تکریم اور علوم قرآنی کی خدمت میں عمر بسر کی۔ مدینہ منورہ ہی میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ ابن سعد نے آپ کے تذکرہ میں نسب، اسلام، کتابت وحی، لسانی خدمات، فقہی مقام، جمع قرآن اور وفات سب امور کو بترتیب نقل کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ انصار کے اُن نامور اہلِ علم میں ہیں جن پر عہد نبوی و خلافت راشدہ کے بڑے بڑے علمی و انتظامی اعتماد قائم کیے گئے۔[7]

حاصلِ کلام یہ کہ حضرت زید بن ثابت کی سیرت میں قرآنِ کریم کی حفاظت و اشاعت، شریعتِ مطہرہ کی تفہیم اور امت کی اداری و قضائی ضرورتوں کی تکمیل یہ تینوں رخ جمع ہو گئے، اور یہی وہ امتیازات ہیں جن کی بنا پر ان کا ذکر صحابہ کے طبقات میں ممتاز حیثیت سے ملتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ارقم

آپ کا پورا نام عبد اللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی ہے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ ان کے والد کی رشتے میں پوپھی لگتی ہیں۔ آپ کے دادا نبی اکرم ﷺ کے ماموں تھے۔ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آئے، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کا اسلام اچھا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ارقم سے بڑھ کر کسی شخص کو خدا سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ عبد اللہ بن ارقم سے زیادہ خدا سے ڈرنے اولا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ کی کتابت پر رسول کریم ﷺ کا اعتماد تھا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ سے بہت سی مختلف چیزیں لکھوائیں۔ حضرت عمر نے آپ کو بیت المال کا متولی بھی بنایا تھا۔[8]

امام بیہقی اپنی کتاب سنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی آدمی کا خط آیا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے اس خط کا جواب کون دے گا؟ حضرت عبد اللہ بن ارقم نے عرض کی میں! پھر انہوں نے خط کا جواب لکھ کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا، نبی کریم ﷺ نے اس خط کو دیکھا اور حضرت عبد اللہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: "اللہم وفقہ" اے اللہ اسے خیر کی توفیق عطاء فرماء۔[9] آپ بلاشبہ کاتب رسول کریم ﷺ ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن ارقم سے کہا کہ آپ کی لکھائی کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں یہ چیز میرے دل میں ہمیشہ رہی حتی کہ میں نے اسے بیت المال کا متولی مقرر کر دیا۔ آپ کی وفات سے پہلے آپ کی بینائی چلی گئی تھی۔ آپ کی وفات حضرت عثمان کے دور خلافت سن 35 ہجری میں ہوئی ہے۔[10]

---

[7] ابن سعد، الطبقات الکبیر، مکتبۃ الخانجی، قاھرۃ مصر، ط الاولی، 2001ء، ج5، ص:306۔

[8] الذھبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، قسم تراجم والطبقات، مؤسسہ الرسالۃ، ط الثالث، 1985ء، ج2، ص:482۔

[9] البیھقی، احمد بن حسین، سنن الکبری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط الثالث، 2003ء، ج10، ص:214۔

[10] محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، شمارہ 13، 1984ء، ج7، ص:166۔

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان

آپ کا پورا نام مع نسب معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ القرشی العدنانی ہے۔ آپ کی ولادت رسول کریم ﷺ کی بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ، ان کے والد اور ان کے بھائی فتح مکہ کے وقت اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ واقدی کی روایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہی ایمان لا چکے تھے مگر اسلام کو چھپائے رکھا اس کا اظہار فتح مکہ کے وقت کیا۔

آپ کے والد حضرت ابو سفیان نے رسول کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ معاویہ کو اپنا کاتب مقرر فرمائیں آپ ﷺ نے ان کے مطالبے کو قبول فرمایا اور انہیں کاتب کے طور پر رکھا۔ حضرت عمر نے انہیں ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کی موت کے بعد شام کا والی مقرر کر دیا تھا۔ چار سال بعد جب حضرت عمر رضی اللہ کی شہادت ہوئی تو حضرت عثمان خلیفہ بنے انہوں نے اپنے وصال تک حضرت امیر معاویہ کو شام کا والی مقرر کر دیا۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے درمیان مشاجرات کا آغاز ہوا جو کئی سال جاری رہا۔[11]

اہل شام کی بیعت

سن 38/39ھ میں شامیوں نے آپ کی خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ سن 41ھ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ اور ان کی جماعت نے بیعت کی تو عالم اسلام کے تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اس طرح آپ تمام مؤمنین کے امیر بن گئے۔ حضرت امیر معاویہ بیس برس تک شام کے امیر اور تقریبا اتنا ہی عرصہ خلیفہ بھی رہے۔ ان کی خلافت کا عرصہ تقریبا انیس سال نو ماہ اٹھائیس دن تک رہا۔[12] آپ کاتبین رسول کریم ﷺ میں سے تھے۔ ابن اسحاق، ابن حنبل، ابن سعد، ابن شیبہ، خلیفہ ابن خیاط اور طبری وغیرہ نے بھی امیر معاویہ کا نام کاتبان رسول کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔[13]

وفات

آپ کا وصال 22 رجب سن 60 ہجری دمشق میں ہوا۔ وصال کے وقت آپ کی عمر 78 سال تھی۔ آپ کو وہیں دمشق میں دفن کیا گیا۔[14]

مکتوبات نبوی ﷺ کی خصوصیات

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے مبارک خطوط میں تکلف و تصنع، یا طویل عبارتیں، الفاظ اور دیگر امور کی نمائش کے بجائے سادگی، اختصار، بے تکلفی، اور حقیقت پسندی ملے گی۔ ان مبارک مکتوبات میں حق اور دعوت توحید انتہائی عزم و یقین کے ساتھ نظر آئے گی، سیاسی و معاشرتی معاہدے، دین اسلام کے اصولوں کی تبلیغ اور احکام وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ پیغام نبوی ﷺ کا ایک ایک لفظ مخاطب کے لیے خیر اندیشی کے ساتھ ساتھ دلی جذبات کو چھو لیتا ہے۔ سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ کئی سال گذر جانے کے بعد بھی ان میں نور ہدایت کی روشنی آج تک اسی انداز سے چمک رہی ہے جس طرح اس زمانے میں چمکی اور کئی ممالک کو مشرف باسلام کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ آپ ﷺ کے پیغامات میں آپ نے جن لوگوں سے خطاب کیا ہے وہ چار مختلف مذاہب رکھنے والے تھے، زرتشت (مجوسی: آگ کی عبادت کرنے والے)، یہودی، عیسائی، اور عرب کے مشرکین۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مکتوب گرامی سندھ کی جانب بھیجا تھا جس کا نتیجہ کارآمد ثابت ہوا، اور اہلیان سندھ میں سے کچھ لوگ اس خط کی بدولت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر دین اسلام جیسی نعمت سے سرشار ہوئے۔

جو خطوط بادشاہوں کے نام بھیجے گئے تھے ان میں سے چند کی اہم خاصیت یہاں درپیش ہے۔ ہرقل اور مقوقس کے نام جو مکتوب گرامی آپ نے ارسال فرمائے ان میں خاصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے مبارک نام کے ساتھ عبد اللہ بھی لکھا۔ ان خطوط میں جن کی طرف خط بھیجے گئے ان کے عقیدے کی نہایت ہی لطیف انداز میں تردید کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ کا رسول اللہ ہی کی مخلوق ہے۔ نہ کہ اس اللہ کا بیٹا ہے، جیسا کہ عیسائیوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔

فارس کے شہنشاہ خسرو پرویز و دیگر کے ہاں جو خطوط بھیجے گئے۔ ان میں صرف توحید کی بات کی گئی کیوں کہ ان کے ہاں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ خیر کا خدا الگ ہے اور شر کا خدا الگ ہے، تو ان کو یہ بتانا مقصود رہا کہ اللہ ایک ہے۔ جس کے سواء کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ پھر آسان اور واضح الفاظ میں اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے

---

[11] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، تحقیق البجاوی، دار الجلیل، بیروت، لبنان، 1960ء، ج3، ص1417۔

[12] ایضا، ص1418۔

[13] محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، شمارہ 13، 1984ء، ج7، ص:186۔

[14] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، ج3، ص:1418۔

اور اقوام عالم کی جانب اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا گیا ہے، تاکہ دیگر تمام مذاہب کے ذہنوں سے یہ بات نکل جائے کہ دین اسلام صرف اور صرف عربوں کی اصلاح کے لیے خاص ہے۔ یہ بات ہر کوئی اپنے ذہن سے نکال دے آپ ﷺ تمام عالم کی اقوام کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے۔[15]

عرب کے مشرکین کی طرف جتنی بھی خط و کتابت ہوئی ہے ان میں بھی توحید کا ذکر عام ملتا ہے۔ یعنی ایک خدائے یکتا کی عبادت کی طرف دعوت دی گئی ہے غیر اللہ (معبودان باطل بت) کی عبادت سے صراحتا منع کیا گیا ہے۔ یہود کی طرف جو پیغامات بھیجے گئے ان میں بھی توحید کا ذکر عام ملتا ہے ساتھ میں تورات سے اپنی نبوت پر استدلال کرتے ہوئے دعوت دین دی گئی ہے۔ تمام مکتوبات گرامی میں جو چیز مشترک ہے وہ توحید، ورسالت، دین اسلام کی دعوت اور احکام دین و مسائل ہیں۔

اسلوب خطوط نبوی ﷺ

آپ ﷺ کے نامہ مبارک کے منہج و اسلوب کی اگر بات کی جائے تو ان میں کچھ ایسی خصوصیات ملتی ہیں جن میں سے چند آپ کے زیر نظر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

- نامہ مبارک کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم شریف لکھی گئی ہے۔
- اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ کا اسم گرامی ضروری صفات کے ساتھ اور ایسا کوئی لفظ جس سے من جانب کا مفہوم صاف واضح ہو۔
- جس کی طرف خط ارسال فرمارہے ہیں ان کا نام ان کے لقب کے ساتھ۔
- سلامتی اور امن کے لیے کوئی ایسا جملہ جو کہ اس مفہوم کو واضح کرے۔
- مبارک خط کا مضمون بہت ہی عمدہ اور جوامع الکلم ہوتا ہے۔ جس طرح سے آپ ﷺ فصیح الکلام بلیغ للسان ہیں اسی طرح آپ کے نامہ مبارک میں بھی ایسا ہی منہج اپنایا جاتا ہے۔
- خط مکمل ہونے کے بعد آپ ﷺ اپنی مہر مبارک ثبت فرما کر بھیج دیا کرتے تھے۔

یہ چند اسلوبی خصوصیات ایسی ہیں کہ جن سے آپ ﷺ کے خطوط مبارک کو دوسرے حکمرانوں کے مکتوبات سے ممتاز کرتی ہیں۔[16]

مکتوبات نبوی ﷺ کی تدوین

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے جو مختلف حالات کے درپیش اپنے ہم عصر بادشاہوں، حکمرانوں، ہم سایہ اقوام و قبائل اور مختلف افراد کو جو مبارک خطوط ارسال فرمائے اور عربی قبائل سے جو معاشی، سیاسی اور معاشرتی معاہدات کئے وہ تاریخ کی کتب میں محفوظ ہیں۔ ان کی تعداد کم و بیش تین سوَ کے قریب ہے۔ سیرت و احادیث کی کتب بھی ان اشیاء سے خالی نہیں۔ بعض علماء مشائخ نے اس منفرد موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، ان میں ڈاکٹر حمید اللہ کی منفرد تصنیف "الوثائق السیاسیۃ" ہے۔ سب سے پہلے صحابہ کرام میں اس موضوع پر جو تدوین کی گئی وہ حضرت عمرو بن حزم کی ہے۔ اس مجموعہ مبارک میں کم و بیش 21 مکتوبات شامل تھے۔ ابن طولون کی ایک تصنیف میں یہ تمام مکتوبات موجود ہیں، چلتے چلتے ان میں بعد میں اضافہ ہوتا رہا۔

اس موضوع پر اردو میں چند کتابیں ملتی ہیں جن میں سے مشہور کتب زیر نظر ہیں۔ 1۔ صاحبزادہ عبد المنعم کی کتاب رسالات نبویہ ﷺ 2۔ مولانا حفظ الرحمٰن کی بلاغ مبین۔ 3۔ مکتوبات نبوی ﷺ مولانا سید محبوب رضوی۔ ان کتب میں آپ کو معلومات سہل انداز میں مل سکتی ہے۔ ساتھ ساتھ الوثائق السیاسیہ ڈاکٹر حمید اللہ کی مایۂ ناز تصنیف جس میں ایک تحقیقی انداز میں ان مکتوبات کو جمع کیا گیا ہے جس کا اردو ترجمہ سیاسی وثیقہ جات کے نام سے شایع بھی ہو چکا ہے۔[17]

---

[15] رضوی، مولانا سید محبوب، مکتوبات نبوی اردو، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹر، لاہور، ط پنجم، 2000ء، ص:41۔

[16] رضوی، مولانا سید محبوب، مکتوبات نبوی اردو، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹر، لاہور، ط پنجم، 2000ء، ص:44۔

[17] ایضا، ص:50۔

مکتوب گرامی بنام نجاشی

نبی کریم ﷺ نے حضرت اصحمہ بن ابجر کے نام ایک خط تحریر کرنے کا حکم دیا یہاں پر اس بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ اس خط کا زمانہ کیا ہے۔ فقط ان خطوط کو سامنے رکھا گیا ہے جن میں شاہ حبش کو دین اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ مہاجرین کی مہمان نوازی کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ جن کا متن اور عکس درج ذیل ہے۔

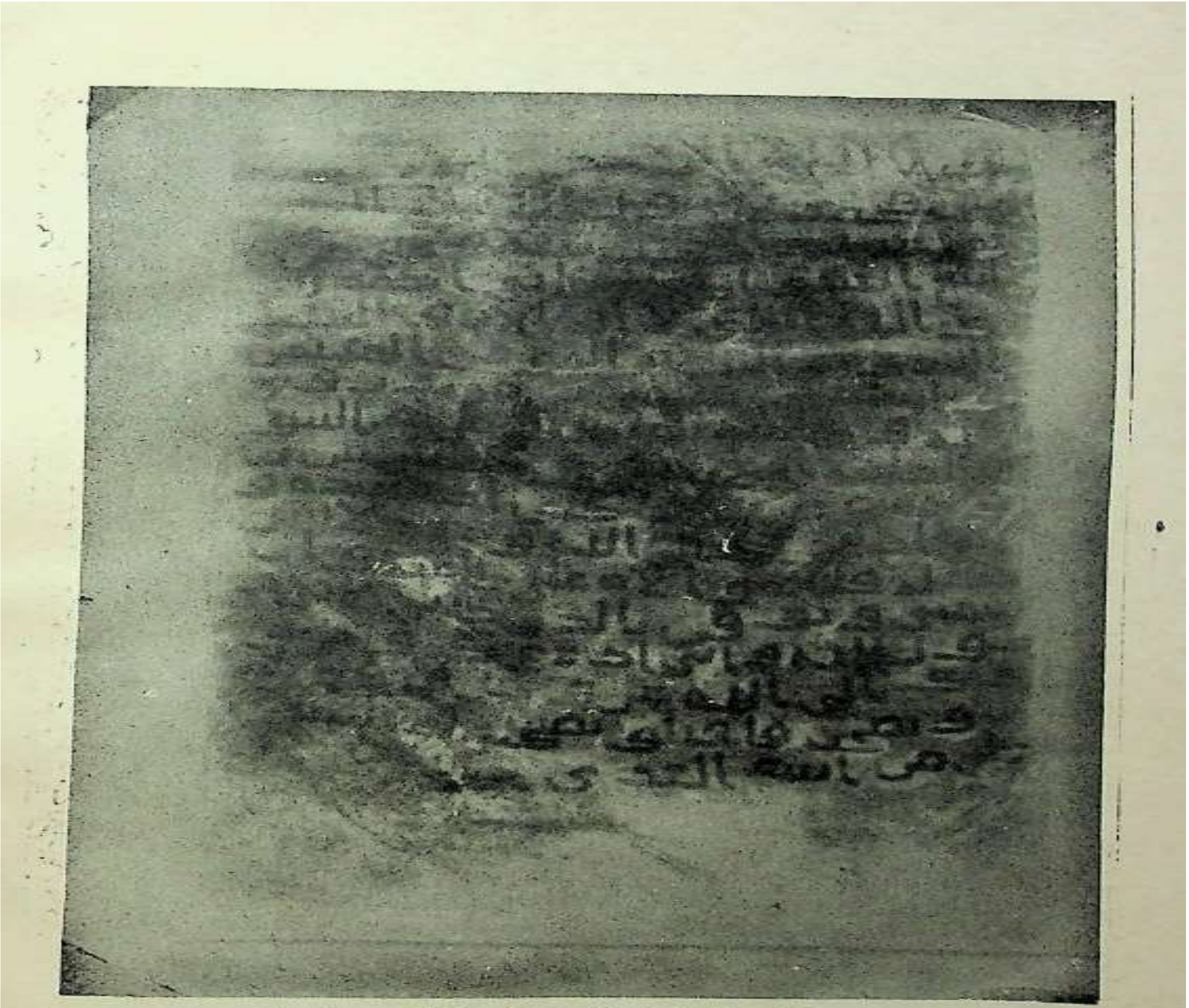

Letter of the Prophet to the Negus
see § 219

یہ مکتوب بنام نجاشی کی اصل فوٹو کاپی ہے جو کہ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب میں پیش کی ہے۔[18]

متن مکتوب

مذکورہ بالا مکتوب گرامی کا متن درج ذیل ہے جو کہ ابن طولون نے اپنی کتاب میں پیش کیا ہے۔

"بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله، إلى النجاشي ملك الحبشة، أسلم أنت، فإني أحمد إليك الله الذي لا اله إلا هو، الملك، القدوس، السلام، المؤمن، المهيمن، وأشهد أن عيسى ابن مريم روح الله وكلمته، ألقاها إلى مريم البتول الطيبة الحصينة، فحملت به، فخلقه من روحه، ونفخه كما خلق آدم بيده، وإني أدعوك إلى الله وحده لا شريك له، والموالاة على طاعته، وأن تتبعني وتؤمن بالذي جاءني، فإني رسول الله، إني أدعوك وجنودك إلى الله عز وجل، وقد بلغت ونصحت، فاقبلوا نصيحتي، والسلام على من اتبع الهدى"[19]

---

[18] Muhammad Hamidullah, MUHAMAD Rasulullah (Salla'allahu alaih wa sallam), Hyderabad-Deccan 1974/1394 H.

[19] الدمشقی، محمد بن طولون، إعلام السائلین عن کتب سید المرسلین، ت محمود الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة بیروت لبنان، ط الثانیة 1408ھ، ص:54۔

ترجمہ

اللہ پاک کے نام سے شروع جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے، نجاشی حبشہ کے بادشاہ کی طرف، سلامتی ہو آپ پر پھر بیشک میں حمد بیان کرتا ہوں تمہاری طرف اللہ پاک کی وہ ایسی ذات ہے جس کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر وہ ہی ہے، بادشاہ، پاک، سلامتی والا، امن والا، نگہبان، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) مریم کے بیٹے ہیں روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ پاک نے مریم پاک دامن کنواری بتول کی طرف بھیجا جس سے وہ (خدائے یکتا کی قدرت سے) حاملہ ہوئی، پھر اس میں اپنی روح کو پیدا فرمایا، اور روح کو پھونکا جس طرح آدم (علیہ السلام) کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اور بیشک میں آپ کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے اور اس دوستی کی بنا پر اس کی اطاعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں، تاکہ تم میری پیروی کرو اور اس پر ایمان لے آؤ جو کچھ میں ساتھ لایا ہوں، پھر بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہیں اور تمہاری فوج (قوم) کو اللہ عزو جل کی طرف دعوت دیتا ہوں، اور تحقیق میں نے تمہیں تبلیغ کی اور نصیحت کی، پھر میری نصیحت کو قبول کرو، اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی تابعداری کی۔

رنگین عکس

درج ذیل مکتوب گرامی وہ ہی ہے جو ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب میں اصل بلیک اینڈ وائیٹ کاپی کا عکس نقل کیا ہے۔ یہ اس مکتوب کی رنگین کاپی ہے۔ اسی رنگین کاپی کو "سیرت انسائکلوپیڈیا الؤلؤ المکنون" میں بھی چھاپہ گیا ہے اور عبد الستار خان نے اپنی مخصوص تصنیف "مکتوبات نبوی" میں بھی پیش کیا ہے۔

مکتوبات پر محقق کا تجزیہ

مقالہ نگار نے مذکورہ بالا مکتوب کو بڑے غور خوض سے دیکھا ہے اور اس کے متن کو بار بار پڑھا ہے اس کے علاوہ اکثر و بیشتر سیرت و تاریخ کی کتب کا مطالعہ بھی کیا ہے چاہے عربی ماخذ ہوں یا اردو حتی کے انگریزی کتب کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ ان سب کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس خط میں جو عبارت لکھی

ہوئی ہے وہ اس عبارت کے عکس کی عبارت سے امتیاز رکھتی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت جس کا ترجمہ بھی پیش کر چکا ہوں اور عکس میں جو عبارت ہے اس میں کچھ جملوں کی ردوبدل نظر آتی ہے۔ یہاں بحث اس بات پر نہیں کی جارہی کہ خط کا زمانہ کیا ہے؟ کب بھیجا گیا تھا؟ کس نے لکھا؟ کون لے کر گیا؟ بحث اس کے متن پر ہے جو کہ بہت فرق رکھتا ہے۔ اس حوالہ سے اگر آپ کو مزید معلومات درکار ہو تو ڈاکٹر حمید اللہ کی مایۂ ناز تصنیف المجموعۃ الوثائق السیاسیہ، اس کا اردو ترجمہ "سیاسی وثیقہ جات،" الوثائق السیاسیہ (مترجم: ڈاکٹر عزیز الرحمٰن) اور "رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی"، ان تمام کتب کو زیر مطالعہ رکھیں۔ مقالہ نگار بھی ان کو زیر نظر لاتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ان مکتوبات گرامی کی عبارات میں بہت فرق نظر آتا ہے۔

مکتوب گرامی کی اصل عبارت

اگر وہ ہی مکتوب اصل ہے جو ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی انگریزی تصنیف محمد رسول اللہ میں پیش کیا ہے تو اس مکتوب کی عبارت اور ابن طولون کی عبارت کو ملا کر کچھ تصحیح مقالہ نگار نے پیش کی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

"بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله، إلى النجاشي ملك الحبشة، سلام علي من اتبع الهدي،

اما بعد!

فإني أحمد إليك الله الذي لاإله إلا هو، الملك، القدوس، السلام، المؤمن، المهيمن، وأشهد أن عيسى بن مريم روح الله وكلمته، ألقاها إلى مريم البتول الطيبة الحصينة، فحملت بعيسى من روحه ونفخه، كما خلق آدم بيده، وإني أدعوك إلى الله وحده لا شريك له، والموالاة على طاعته، وأن تتبعني وتؤمن بالذي جاءني، فإني رسول الله، إني أدعوك وجنودك إلى الله عز وجل، وقد بلغت ونصحت، فاقبلوا نصيحتي، والسلام على من اتبع الهدى"

ترجمہ

اللہ تعالی کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نجاشی حبشہ کے بادشاہ کی طرف، سلامتی ہے ان پر جو ہدایت کے پیروکار بنے، امابعد پھر بیشک میں حمد بیان کرتا ہوں تمہاری طرف اللہ پاک کی وہ ایسی ذات ہے جس کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر وہ ہی ہے، بادشاہ، پاک، سلامتی والا، امن والا، نگہبان، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) مریم کے بیٹے ہیں روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ پاک نے مریم پاک دامن کنواری بتول کی طرف بھیجا پھر وہ (خدائے یکتا کی قدرت سے) حاملہ ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر اس کی روح سے اور پھونک سے، جس طرح آدم (علیہ السلام) کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اور بیشک میں آپ کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو اکیلا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور اس دوستی کی بنا پر اس کی اطاعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں، تا کہ تم میری پیروی کرو اور اس پر ایمان لے آؤ جو کچھ میں ساتھ لایا ہوں، پھر بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہیں اور تمہاری فوج (قوم) کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دیتا ہوں، اور تحقیق میں نے تمہیں تبلیغ کی اور نصیحت کی، پھر میری نصیحت کو قبول کرو، اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی تابعداری کی۔

مراسلات کے نتائج واثرات

سیرت پاک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ محبوب کریم ﷺ اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے درمیان مراسلاتی نظام کے تحت کلام ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں اسلام اور ان تمام مسلمانوں کے لیے جو ہجرت کر کے حبشہ پہنچے تھے بڑے ہی فائدہ مند رہے۔ اہل حبش اسلام سے ناواقف تھے وہاں صحابہ نے اسلام کو پھیلایا۔ خود نجاشی جو کہ پہلے عیسائی مذہب کا پیروکار تھا جب حضرت جعفر کی کا خطاب اپنی دربار میں سنا (تفصیل اگلی فصل میں پیش کی جائے گی) تو آنکھیں نم ہو گئیں اور ان کے دل میں اسلام کی کرن اجاگر ہوئی۔ پھر نجاشی نے ان سفیر ان مکہ کو جو بڑے تحفے تحائف لے کر آئے تھے کو واپس مکہ بھیج دیا اور کہہ دیا کہ یہ ہماری امان میں ہیں آج سے ان کو یہاں پر کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور ان لوگوں کو میں آپ کو کبھی حوالے نہیں کروں گا۔ یہ سن کر دونوں سفیر عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ خائب ہو کر واپس مکہ لوٹے[20]

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری کے ہاتھوں حضرت اصحمہ بن ابجر کی طرف مکتوب روانہ کیا۔ جس میں آپ ﷺ نے سب سے پہلے حمد باری تعالی فرمانے کے بعد حضرت عیسی کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر اور دیگر قافلے کا ذکر فرمایا ہے۔ "وقد بعثت إليكم ابن عمي جعفرا ومعه نفر من المسلمين"[21] اور اسلام کی دعوت بھی پیش کی ہے۔ دیکھا جائے جو اس مکتوب گرامی کا زمانہ ہجرت حبشہ ثانیہ کا ہے کیوں کہ حضرت جعفر دوسری ہجرت میں شامل

---

[20] القلقشندي، أحمد بن علي، صبح الأعشى في صناعة الإنشاء، دار الكتب العلمية، بيروت، ط الأولى 1407ھ، ج 1، ص 356۔

[21] القطلاني، أحمد بن محمد، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المكتبة التوفيقية قاهرة مصر، ط ما معلوم، ج 1، ص 154۔

تھے۔"فلما وصل كتاب الرسول صلى الله عليه وسلم إلى النجاشي وقرئ عليه، أخذه فوضعه على عينه ونزل عن سريره فجلس على الأرض تواضعا، ثم أسلم وشهد شهادة الحق، ثم قال: لولا ما أنا فيه من الملك، وما تحملت من أمر الناس، لأتيته حتى أحمل نعليه"[22]حضرت نجاشی کو جب رسول کریم ﷺ کا وہ مکتوب گرامی موصول ہوا تو آپ نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور اپنے شاہی تخت سے اتر کر عاجزی کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے پھر اسلام لائے اور کلمہ حق کی شہادت دی پھر کہا کہ اگر مجھ پر بادشاہی امور کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں بذات خود آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتا اور آپ کی نعلین کریمین کو اٹھاتا۔اس کے بعد نجاشی نے آپ ﷺ کو اس مکتوب گرامی کے جواب میں ایک خط روانہ کیا جس میں اس نے اپنے اسلام لانے کو واضح کیا ہے۔

نجاشی کا خط رسول اللہ ﷺ کے نام

"بسم الله الرحمن الرحيم. إلى محمد رسول الله من النجاشى أصحمة، سلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركات الله الذى لا إله إلا هو الذى هدانى للإسلام أما بعد: فقد بلغنى كتابك يا رسول الله، فما ذكرت من أمر عيسى، فو رب السماء والأرض إن عيسى لا يزيد على ما ذكرت ثفروقا، إنه كما ذكرت، وقد عرفنا ما بعثت به إلينا، فأشهد أنك رسول الله صادقا مصدقا، وقد بايعتك، وبايعت ابن عمك وأسلمت على يديه لله رب العالمين. وقد بعثت إليك ابنى، وإن شئت أتيتك بنفسى فعلت يا رسول الله، فإنى أشهد أن ما تقول حق، والسلام عليك ورحمة الله وبركاته"[23]

ترجمہ: اللہ پاک کے نام سے شروع جو بڑا ہی نہایت رحم فرمانے والا ہے۔محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف نجاشی اصحمہ کی جانب سے، آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول اور اللہ کی رحمتیں اور اللہ کی برکتیں ہوں، وہ ایسی ذات ہے جس کے علاوہ کوئی عبادت کرنے کے لائق نہیں وہ ایسی ذات ہے جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔اما بعد پھر تحقیق مجھے آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا اے اللہ کے رسول، پھر جو آپ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں ذکر فرمایا، پھر آسمانوں اور زمین کے رب (اللہ جل جلالہ) کی قسم بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) اس سے ایک تنکا بھی زیادہ نہیں ہیں۔اور وہ اتنے ہی ہیں جتنا آپ نے ان کے بارے میں بیان فرمایا۔اور بیشک ہم نے اس چیز کو پہچانا جس سے آپ کو بھیجا گیا ہماری طرف، پھر میں گواہی دیتا ہوں تحقیق آپ سچ میں اللہ کے سچے رسول ہیں اور تحقیق میں نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے چچا کے بیٹے کی، اور میں اس کے ہاتھ پر اسلام لے آیا اللہ کے لیے جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔تحقیق میں اپنے بیٹے کو بھیج رہا ہوں آپ کی طرف اور اگر آپ چاہیں تو میں خود بنفس نفیس حاضر ہو جاؤں اے اللہ کے رسول (ﷺ) پھر بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ بھی آپ نے فرمایا سب حق ہے۔آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی طرف سے رحمتیں برکتیں نازل ہوں۔

دوسرا مکتوب گرامی بنام نجاشی

اس مکتوب گرامی کو صاحب زاد المعاد نے صرف اتنا ہی نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نجاشی کو حکم فرمایا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح آپ ﷺ سے کروائے، یہ بھی ان مہاجرین میں شمار تھیں جنہوں نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اس ہجرت میں ان کا شوہر عبد اللہ بن جحش ساتھ تھا مگر وہ وہاں پہنچ کر مرتد ہو کر مر گیا۔اس کے بعد نجاشی نے حضور اکرم ﷺ کے فرمان مطابق حضرت رملۃ (ام حبیبہ) بنت ابی سفیان کا نکاح آپ سے کروایا اور نجاشی نے آپ کی طرف سے چار سو دینار انہیں مہر اداء کیا اپنی طرف سے اور حضرت خالد بن سعید بن العاص اس نکاح میں ام حبیبہ کے ولی بنے، پھر آپ ﷺ نے نجاشی کو حکم فرمایا کہ میرے جو بچے کچے اصحاب ہیں ان کو میری طرف روانہ کرو نجاشی نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دو کشتیاں تیار کروائیں اور ان کشتیوں میں حضرت عمرو بن امیہ الضمری کے ساتھ تمام صحابہ کو بھی خیبر کی طرف روانہ کیا، پھر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان خیبر پہنچے اس وقت خیبر فتح ہو چکا تھا پھر آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے کلام فرمایا تاکہ وہ اپنا حصہ ڈالیں پھر انہوں نے ویسا ہی کیا۔[24]

[22] العازمي، موسیٰ بن راشد، اللؤلؤ المكنون في سيرة النبي المأمون، المكتبة العامرية الكويت، ط الأولى، 1432ھ، ج 3، ص 354۔

[23] القطلانی، أحمد بن محمد، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المكتبة التوفيقية قاهرة مصر، ط ما معلوم، ج 1، ص 544۔

[24] ابن القيم الجوزيہ، محمد بن أبي بكر، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسة الرسالة، بيروت لبنان، ط الأولى، 1417ھ، ج 3، ص 24۔

حاصل البحث

مملکت حبشہ سے روابط کا استوار تب ہوا جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں تبلیغی مشکلات کا بہت زیادہ سامنا ہوا۔ آپ ﷺ کے ساتھی مشرکینِ مکہ کے ظلم و جبر کی لپیٹ میں آئے ہوئے تھے۔ پھر اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو حبشہ کی طرف بھیجا اور ساتھ میں ایک مکتوب بھی تھما دیا۔ آپ ﷺ کو وہاں کے نجاشی کا علم تھا کہ وہ کس طبیعت کا حامل ہے لہذا آپ ﷺ نے مکتوب میں دعوت اسلام بھی پیش کی اور اپنے صحابہ کے لیے رہنے کے انتظام کی سفارش بھی فرمائی۔ یہاں پہ ہم نے آپ ﷺ کے خطوط کا اسلوب بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ کس انداز سے کھل کر شاہان وقت کو اسلام کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے خطوط مبارکہ میں تکلف و تصنع، یا طویل عبارتیں، الفاظ اور دیگر امور کی نمائش کے بجائے سادگی، اختصار، بے تکلفی، اور حقیقت پسندی ملے گی۔ ہم نے عہد رسالت مآب ﷺ کے کاتبین خطوط کا ذکر کیا ہے۔ خطوط کے اسلوب بیان کرنے کے بعد راقم نے اس مراسلاتی نظام کو بیان کیا کہ نجاشی نے کس طرح آپ ﷺ کو اس کا جواب عرض کیا اور مسلمانوں کو رہائش دی۔ اس میں خطوط کے متن کو بیان کیا ہے اور اس کے نسخے جو لائبریز میں ملتے ہیں ان کی تصاویر کو آوزاں کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ان خطوط میں نجاشی کو اسلام کی دعوت تھی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق جو اسلام کا عقیدہ ہے۔ اس کو بیان کیا گیا اور اس بات کو ظاہر کیا گیا کہ ہم کسی کے مذہب کی توہین نہیں کر رہے بلکہ کونسی چیز ہم میں مشترک ہے۔ اس کے بعد وہاں نجاشی نے دربار میں حضرت جعفر سے مکالمہ کیا اس کو بیان کیا اور آخر میں اس خط کا ذکر ہوا جس میں نجاشی رسول اللہ ﷺ کے لیے تحائف بھیجتا ہے اور حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان کا ذکر ملتا ہے۔ مملکت حبشہ میں بذریعہ ایلچی نبی کریم ﷺ کا مراسلاتی تعلق رہا، جو کہ خوش آئین تھا۔ اس عیسائی نظام میں مسلمان بہت ہی اپنائیت کے ساتھ رہ رہے تھے پھر مکہ کے مشرکین کی شرارت سامنے آئی لیکن جب حضرت عیسی علیہ السلام اور اس کی والدہ سیدہ مریم عزراء علیہا السلام کے لیے اسلامی تعلیمات سامنے آئی تو اس کے نتائج بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے حتی کے وہ نجاشی مسلمان ہوا اور حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے اور اپنے بیٹے ہو خدمت کے لیے عرض کیا۔